بریفنگ پیپر

پلڈاٹ

فروری 2012

44
بریفنگ پیپر نمبر

جمہورت اور جمہوری اداروں کے استحکام کیلئے کوشاں

صنعتی تعلقات کے قوانین میں وفاقی اختیار کی ضرورت

www.pildat.org

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمینٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

بریفنگ پیپر

پلڈاٹ

فروری 2012

44

بریفنگ پیپر نمبر

جمہورت اور جمہوری اداروں کے استحکام کیلئے کوشاں

صنعتی تعلقات کے قوانین میں وفاقی اختیار کی ضرورت

www.pildat.org

پلڈاٹ

پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپیرینسی

پلڈاٹ ایک ملکی، خودمختار، غیر جانبدار اور بلا منافع بنیادوں پر کام کرنے والا تحقیقی اور تربیتی ادارہ ہے جس کا مقصد پاکستان میں جمہوریت اور جمہوری اداروں کا استحکام ہے۔

پلڈاٹ، پاکستان کے ایکٹ برائے اندراجِ تنظیم 1860 کے تحت، ایک بلا منافع کام کرنے والے ادارے کے طور پر اندراج شدہ ہے۔

کاپی رائٹ پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپرنسی ۔پلڈاٹ

جملہ حقوق محفوظ ہیں

پاکستان میں طباعت کردہ

اشاعت: فروری 2012

آئی ایس بی این 978-969-558-250-3

اس اشاعت کا کوئی بھی حصہ، پلڈاٹ کے واضح حوالے کے ساتھ، استعمال کیا جا سکتا ہے۔

تعاون

NED National Endowment for Democracy اور Solidarity Center

ناشر

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ اینڈ ٹرانسپیرینسی

ہیڈ آفس: نمبر 7، 9th ایونیو، F-8/1 اسلام آباد، پاکستان

لاہور آفس: 45-اے سیکٹر 20 سیکنڈ فلور فیز III کمرشل ایریا، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی، لاہور

ٹیلیفون: 345-123-111 (51-92+) فیکس: 3078-226 (51-92+)

E-mail: info@pildt.org; Web: www.pildat.org

مندرجات

پیش لفظ

مصنف کے بارے میں

خلاصہ

ابتدائیہ 11

محنت کے امور میں قانون سازی کی ضرورت اور مجوزہ وفاقی اتھارٹی 11

محنت کے امور پر وفاقی قانون سازی کی اہلیت پر سوالیہ نشان 13

دستیاب مواقع 14

وفاقی قانون سازی 14

صوبائی قانون سازی کا اختیار پارلیمنٹ کو سونپنا 15

صوبائی قوانین میں ترامیم 15

تجاویز 16

ضمیمہ جات

ضمیمہ الف: بین الاقوامی معاہدوں اور کنونشنز کے تحت محنت سے متعلقہ امور پر قانون سازی کی ریاست پاکستان پر ذمہ داری 19

پیش لفظ

صنعتی تعلقات کے قوانین میں وفاقی اختیار کی ضرورت پر بریفنگ پیپر جناب بابر ستار نے صنعتی تعلقات آرڈیننس 2011 کے متوقع خاتمے کو مدنظر رکھتے ہوئے لکھا ہے۔ جس میں صنعتی تعلقات کے قوانین سے متعلق قومی سطح پر قانون سازی کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔

اٹھارویں ترمیم کے بعد محنت سے متعلق تمام امور صوبوں کو منتقل ہو گئے ہیں اور وفاقی حکومت ان امور پر قانون سازی کا حق کھو چکی ہے۔ اس کے نتیجے میں صنعتی تعلقات کو منظم کرنے کے لیے وفاقی قانون سازی کی ضرورت پر بحث کا آغاز ہوا ان میں بین الصوبائی امور جیسے صنعتی تعلقات کمیشن کے مستقبل اور ایک سے زیادہ صوبوں میں قائم لیبر یونین/فیڈریشن اور وفاقی اداروں میں کام کرنے والے ملازمین کی یونین شامل ہیں۔ 18 جولائی 2011 کو صدر پاکستان نے صنعتی تعلقات آرڈیننس (IRO)2011 جاری کیا۔ سب آرڈیننس کی طرح آئی آر او 2011 بھی 120 دن کے اندر 17 نومبر 2011 کو ختم ہونا تھا تاہم مزدوروں کے احتجاج کی وجہ سے قومی اسمبلی میں قرارداد کے ذریعے اس میں ایک دفعہ توسیع کی گئی۔

یہ بریفنگ پیپر خصوصی طور پر اس مسئلے پر آئینی اور قانونی حل کی تلاش میں سٹیک ہولڈرز کی مدد کے لیے تیار کیا گیا ہے۔

اظہار تشکر

پلڈاٹ اس پیپر کے مصنف بابر ستار کا شکر گزار ہے۔ پلڈاٹ اس بریفنگ پیپر کی تیاری میں مالی مدد کی فراہمی پر سالیڈیریٹی سینٹر (Solidarity Centre) اور نیشنل انڈوومنٹ فار ڈیموکریسی (NED) کا بھی شکر گزار ہے۔

اظہار لاتعلقی

اس پیپر میں پیش کیے گئے خیالات سے پلڈاٹ، سالیڈیریٹی سینٹر یا این ای ڈی کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

اسلام آباد

فروری 2012

مصنف کے بارے میں

جناب بابر ستار اسلام آباد کی ایک لاء فرم AJURIS ایڈووکیٹ اور کارپوریٹ کونسلر میں پارٹنر ہیں۔ اگرچہ پریکٹس میں ان کی توجہ کارپوریٹ اور کمرشل لاء پر ہے لیکن وہ پالیسی اور گورننس سے متعلقہ امور میں گہری دلچسپی رکھتے ہیں۔ اس سے قبل وہ نیویارک میں مقیم تھے جہاں وہ وال سٹریٹ میں قائم Fried Frank LLP فرم میں کام کرتے تھے۔ وہ پاکستان اور نیویارک میں پریکٹس کرنے کی سند رکھتے ہیں۔

جناب بابر ستار دی نیوز اخبار میں آئینی امور، گورننس اور سیاسی معاملات پر ہر ہفتے لکھتے ہیں۔ انہیں آئینی اور قانون معاملات پر الیکٹرانک میڈیا پر باقاعدگی سے ماہرانہ تجزیہ کے لیے مدعو کیا جاتا ہے۔ وہ لاہور یونیورسٹی آف منیجمنٹ سائنسز میں انٹیلیکچول پراپرٹی لاء اور قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد ملٹری سوشیالوجی، انٹرنیشنل لاء اور پاکستان کی سیاست اور قانون اور جنس پڑھاتے رہے ہیں ہیں۔

جناب بابر ستار نے قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد سے بین الاقوامی تعلقات میں ایم ایس سی کرنے کے بعد روڈز سکالر حاصل کیا اور آکسفورڈ یونیورسٹی سے علم اصول قوانین پڑھا۔ انہوں نے ہاورڈ لاء سکول سے ایل ایل ایم بھی کیا۔ اس وقت وہ پاکستان روڈز سکالرز سلیکشن کمیٹی کے ممبر ہیں۔

خلاصہ

اٹھارویں ترمیم کی منظوری کے بعد پاکستان کی بین الاقوامی ذمہ داریوں کے حوالے سے وفاقی حکومت کے کم از کم محنت کے معیار اور وفاقی صنعتی تعلقات پر قانون سازی کے اختیار میں کئی تبدیلیاں وقوع پزیر ہوئی ہیں۔ ملک کی اس بدلتی ہوئی صورتحال میں صنعتی تعلقات پر وفاقی قانون کو اسطرح مرتب کیا جانا چاہیے کہ اس سے اٹھارویں ترمیم کے ذریعے اختیارات کی منتقلی کے عمل پر حرف نہ آئے۔

صنعتی تعلقات پر قانون سازی آجر اور اجیر کے انفرادی اور مشترکہ تعلقات میں بہتری کا طریقہ کار طے کرنے اور اس پر عملدر آمد کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس بنا پر ٹریڈ یونین سازی، مشترکہ لین دین کرنے، انتظامیہ میں مزدوروں کی شرکت اور روزگار کے مسائل کے متوازن حل کے لیے مثالی قانون سازی ضروری ہے۔

پاکستان میں مزدوروں کے حقوق کا واضح فریم ورک موجود ہے کیونکہ پاکستان نے محنت کے معیار پر عملدر آمد کے لیے انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن (ILO) کنونشن پر دستخط کر رکھے ہیں۔ ان میں کام کرنے والے شہریوں کا یونین سازی اور مشترکہ لین دین کرنے کا حق شامل ہیں۔ اس لیے پاکستان میں صنعتی تعلقات کی ایسی قانون سازی کی جائے جو نئے رجحانات کی حامل ہو، آجر اور مزدوروں کے درمیان تنازعات کے آسان حل میں سہولیت بہم پہنچائے، مزدوروں کے جائز حقوق کی ضمانت دے اور تینوں متعلقہ اسٹیک ہولڈرز یعنی حکومت، آجر اور مزدروں سے برابری کے سلوک کی ضامن ہو۔

اگر وفاقی حکومت کا ماننا ہے کہ اٹھارویں ترمیم کی منظوری کے بعد اس کا محنت کے امور پر قانون سازی کوئی اختیار نہیں رہا یا صوبائی خودمختاری اور قانون سازی کے اختیار کی نچلی سطح تک منتقلی کی وجہ سے وفاقی حکومت یہ اختیار لینا نہیں چاہتی۔ اس صورت میں صوبائی حکومتوں کے لیے تجویز کیا جاتا ہے کہ عمومی طور پر مزدوروں کے مفاد کے لیے صوبائی حکومتوں کو مزدوروں کی فلاح کے لیے کم از کم معیار متعین کرنے اور بین الصوبائی ٹریڈ یونین سے متعلق قانون سازی کا اختیار وفاقی حکومت کو سونپ دینا چاہیے۔

وفاقی قانون اس طرح تشکیل دیا جائے کہ اس سے صوبائی خودمختاری پر حرف نہ آئے بلکہ یہ کم از کم محنت کے معیار کی تعریف اور ایسے قانون کے نفاذ اور انتظام کے لیے مطلوبہ آئینی اداروں (نیشنل انڈسٹریل ریلیشن کمیشن، لیبر کورٹ، رجسٹرار وغیرہ) کے قیام کے لیے تجاویز کا مجموعہ ہو۔

صوبوں کی طرف سے جاری کردہ صنعتی تعلقات کے قوانین اور تنازعات کے حل کے طریقہ کار میں فرق دور کرنے کے لیے وفاقی قانون کی ضرورت ہے کیونکہ یہ فرق دو یا دو سے زائد صوبوں میں پھیلی لیبر یونینز کے لیے قانونی طور غیر یقینی صورتحال پیدا کر سکتی ہیں۔

ابتدائیہ

صنعتی تعلقات پر قانون سازی آجر اور اجیر کے انفرادی اور مشترکہ تعلقات میں بہتری کا طریقہ کار طے کرنے اور اس پر عملدر آمد کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے۔ اس بنا پر ٹریڈ یونین سازی، مشترکہ لین دین کرنے، انتظامیہ میں مزدوروں کی شرکت اور روزگار کے مسائل کے متوازن حل کے لیے مثالی قانون سازی ضروری ہے۔ کام کرنے کی جگہ پر موافق حالات، کارکردگی اور پیدواری صلاحیت کو بڑھانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ یہ مزدوروں کو زیادہ تر بنیادی حقوق جیسے ایسوسی ایشن بنانے کی آزادی، مشترکہ لین دین کرنے کا حق وغیرہ کے حصول کے لیے آئینی تحفظ فراہم کرتے ہیں۔ یہ بین الاقوامی تسلیم شدہ ضابطوں اور معیار کے مطابق مصالحت، ثالثی اور تصفیہ کے لیے قابل عمل فریم ورک بھی مہیا کرتے ہیں۔

پاکستان میں مزدوروں کے حقوق کا واضح فریم ورک موجود ہے کیونکہ پاکستان نے محنت کے معیار پر عملدر آمد کے لیے انٹرنیشنل لیبر آرگنائزیشن (ILO) کنونشن پر دستخط کرر کھے ہیں ان میں کام کرنے والے شہریوں کا یونین سازی اور مشترکہ لین دین کرنے کا حق شامل ہیں۔ پاکستان نے معیشت، سماجی اور ثقافتی حقوق کے بین الاقوامی کنونشن (ICESCR) پر بھی دستخط کرر کھے ہیں جس میں مزدوروں کے حقوق اور معاشی آزادی کی کئی شقیں شامل ہیں۔

ایسا صنعتی تعلقات کا نظام اولین ترجیح ہونا چاہیے جو کہ پاکستان کے مزدور طبقے کی فلاح و بہبود اور سماجی ترقی کے لیے سازگار ہو اور عالمی معیار اور ضروریات سے مطابق رکھتا ہو۔ اس لیے پاکستان میں صنعتی تعلقات کی قانون سازی کے لیے لازم ہے کہ:

i۔ مستقبل کی ضروریات سے ہم آہنگ ہو اور عالمی میعار سے محض رسمی مطابقت نہ رکھتی ہو بلکہ نئے رجحانات کی حامل ہو۔

ii۔ مزدوروں کی معیشت میں باہمی شمولیت کے لیے فریم ورک تیار کر کے آجر اور مزدوروں کے درمیان تنازعات کے آسان حل میں سہولیت بہم پہنچائے۔

iii۔ مزدوروں کے جائز حقوق کی ضمانت دے اور

iv۔ تینوں متعلقہ اسٹیک ہولڈرز یعنی حکومت، آجر اور مزدوروں سے برابری کا سلوک ہو۔

اٹھارویں ترمیم کی منظوری اور کنکرنٹ لسٹ کے خاتمے سے وفاق اور صوبوں کی متعلقہ امور پر قانون سازی کی اہلیت پر بحث شروع ہوگئی ہے جس میں ان امور کی نشاندہی کی گئی تھی جس پر پارلیمنٹ یا صوبائی اسمبلیاں قانون سازی کرنے کا اختیار رکھتی ہیں تھیں۔ اٹھارویں ترمیم کی منظوری کے بعد آئین اب پارلیمنٹ کو وفاقی لجیسلیٹو فہرست میں درج امور پر قانون سازی تک محدود کرتا ہے۔

اٹھارویں ترمیم کی منظوری کے بعد کنکرنٹ لجیسلیٹو فہرست کی شق 26 اور 27، جس میں پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کی محنت کے امور میں قانون سازی کی اہلیت درج تھی، وہ ختم کردی گئی ہیں ان امور میں بالترتیب مزدوروں کی فلاح، مزدوروں کے حالات، پراویڈنٹ فنڈز، آجر کی ذمہ داری اور مزدور کا معاوضہ، صحت کی انشورنس بشمول معذوری کی پنشن، بڑھاپے کی پنشن اور ٹریڈ یونین، صنعتوں اور مزدوروں کے تنازعات شامل ہیں۔

تاہم اس پیپر کی دلیل یہ ہے کہ عالمی مزدوروں کی آزادی اور ضمانت کو یقینی بنانا ریاست کی ذمہ داری ہے۔ اس فہرست میں تعین کردہ اور ان کے ذیلی امور پر قانون سازی کرنے سے متعلق پارلیمنٹ پر کوئی رکاوٹ نہیں ہے یہاں تک کہ یہ محنت کے ایسے حقوق اور تعلقات کو ریگولیٹ کرسکتی ہے جو خصوصی طور پر صوبوں کے تحت نہیں آتے۔

محنت کے امور پر قانون سازی کی ضرورت اور مجوزہ وفاقی اتھارٹی

آئین میں عوام کی سماجی و معاشی فلاح و بہبود اور سماجی انصاف کی فراہمی کے لیے شقیں موجود ہیں۔ زندگی کے تحفظ اور آزادی، غلامی کی ممانعت اور جبری مشقت جیسے بنیادی حقوق اور دیگر امور کے علاوہ ایسوسی ایشن یا یونین سازی کے حق کو آئین میں تحفظ حاصل ہے۔ ان بنیادی حقوق سے متصادم کوئی قانون، روایت یا استعمال کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور ریاست کو ان بنیادی حقوق سے متصادم قوانین بنانے کی ممانعت ہوتی ہے 1۔

1. Article 8

مزدور طبقے کے زیادہ تر حقوق اور رعایتیں لیبر قوانین کے تحت آئین کے باب IV میں درج ہیں۔ جس میں شہریوں کے بنیادی حقوق موجود ہیں۔

الف) آرٹیکل **9** بیان کرتا ہے کہ کسی شخص کو زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا یہ قانون کے تحت محفوظ ہیں۔

ب) آرٹیکل **11** غلامی اور کسی بھی قسم کی جبری مشقت اور انسانوں کی سمگلنگ کی ممانعت کرتا ہے۔

ج) آرٹیکل **17** ایسوسی ایشن بنانے سے متعلق ہے اور بیان کرتا ہے کہ "ہر شہری کو ایسوسی ایشن یا یونین بنانے کا حق ہے تاوقتیکہ اخلاقیات یا نقص امن کے باعث قانون کی جانب سے پابندی نہ ہو۔

د) آرٹیکل **18** شہریوں کو کسی بھی قانونی پیشے یا شعبے کو اختیار کرنے یا کوئی بھی قانونی تجارت یا روزگار کرنے کے حق کو بیان کرتا ہے۔

ر) آرٹیکل **25** قانون میں سب کی برابری کے حقوق بیان کرتا ہے اور صرف جنس کی بنیاد پر تفریق کی ممانعت کرتا ہے اور

ڑ) آرٹیکل **37** (ای) کام کی جگہ کے محفوظ ہونے سے متعلق شق ہے جس میں کہا گیا کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ عورتوں اور بچوں کو ایسی جگہ ملازمت نہ دی جائے جو ان کی عمر یا جنس کے لیے سازگار نہ ہو۔

اسی طرح ریاست پاکستان بھی قانونی طور پر پابند ہے کہ مختلف بین الاقوامی معاہدوں اور کنونشن کے تحت مزدوروں کے حقوق کو قانونی شکل دے۔[2]

اس دلیل کی قانونی بنیاد ہے کہ پارلیمنٹ کو وفاقی صنعتی تعلقات اور کم از کم محنت کے معیار پر قانون سازی کا اختیار اٹھارویں ترمیم کے بعد بھی حاصل ہے۔ آئین میں متعلقہ شقیں جو پارلیمنٹ کو قانون سازی کا اختیار دیتی ہیں درج ذیل ہیں۔

i۔ وفاقی لجیسلیٹو فہرست کے حصہ اول کے نمبر 3 کے مطابق "خارجہ امور، معاہدوں پر عملدرآمد" وفاقی پارلیمنٹ کی خصوصی قانون سازی کے تحت آتی ہے۔

ii۔ اٹھارویں ترمیم کے ذریعے وفاقی لجیسلیٹو فہرست کے حصہ اول میں نئے نمبر 32 کا اضافہ کیا گیا جو ان امور پر وفاق کو قانون سازی کرنے کا اختیار دیتا ہے۔ "بین الاقوامی معاہدے، کنونشنز اور معاہدے اور بین الاقوامی ثالثی"

iii۔ وفاقی لجیسلیٹو فہرست کے حصہ اول کے نمبر 58 اور 59 کے تحت پارلیمنٹ ان امور پر قانون سازی کرنے کی اہل ہے جو "امور جو آئین کے تحت پارلیمنٹ کی قانون سازی کے دائرے میں یا وفاق سے متعلق ہوں" اور "حادثاتی امور یا اس کی ذیلی معاملات اور اس حصے میں شامل کوئی بھی امور"۔

iv۔ پچھلی شقوں کو آرٹیکل 17 کے ساتھ ملا کر پڑھا جائے تو ریاست پر لازم ہے کہ وہ ضمانت دے "ہر شہری کو ایسوسی ایشن یا یونین سازی کا حق ہے" آئین کے آرٹیکل 17 کے تحت اپنی ذمہ داری پوری کرنے کے لیے پارلیمنٹ کو قانون سازی کی اجازت دینی چاہیے۔

v۔ محنت کے معاملات پر قانون سازی جو ان امور کو متاثر کرتی ہے (i) صنعتیں جو وفاقی امور ہیں۔ (ii) صنعتیں جو وفاقی علاقوں میں ہیں اور (iii) صنعتیں اور یونین جو دو یا زائد صوبوں میں پھیلی ہوئی ہیں انہیں وفاقی زمرے میں لایا جا سکتا ہے وفاقی لجیسلیٹو فہرست حصہ دوم کے نمبر 13 کے تحت "بین الصوبائی امور اور روابط"۔

سپریم کورٹ نے الٰہی کاٹن ملز بنام وفاق پاکستان کیس میں اس بات کا جائزہ لیا کہ قانون ساز معقول طور پر اپنے دائرہ اختیار استعمال کر رہے ہیں یا نہیں اس کو اس طرح بیان کیا گیا۔ "جب تک کسی دوسرے قانون ساز کے اختیار میں مداخلت یا تجاوز نہ کیا جائے یا کسی کے بنیادی حقوق تلف نہ ہوں"۔[3] یہ اس بات کی وضاحت کے بعد کیا گیا کہ "لجیسلیٹو فہرست میں درج امور جس پر مخصوص قانون ساز اہل ہے لیکن وہ قانون سازی کے اختیار پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتے"۔ اور معزز عدالت نے مزید وضاحت کی کہ یہ ایک واضح قانون ہے کہ لجیسلیٹو فہرست میں درج کوئی معاملہ محدود نہیں کیا جانا چاہیے بلکہ اس کو وسیع انداز میں تشکیل دیا جانا چاہیے۔

یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ مختلف امور کو کئی لجیسلیٹو فہرستوں میں تقسیم کرنے کے باوجود ان امور میں کوئی لائن نہیں کھینچی جا سکتی اور وفاقی و صوبائی اسمبلیوں میں قانون

2. Annex A
3. 1997 PTD 1555 (relying on Assistant Commissioner of Land Tax, Madras and others vs. Buckingham and Carnatic Co. Ltd. (1970) 75 ITR 603; and The Elel Hotels and Investments Ltd. and another vs. Union of India AIR 1990 SC 1664.

سازی کے اختیار میں کوئی واضح تقسیم نہیں کی جاسکتی۔اس بات سے قطع نظر کہ تحریری آئین میں کتنی لجیسلیٹو فہرستیں موجود ہوں ہمیشہ بعض امور میں قانون سازی کے اختیار اور دو قانون ساز اداروں کی اہلیت کے حوالے سے کچھ مسائل رہ جاتے ہیں۔جہاں پر اس بات کو طے کرنا ہوگا کہ کوئی قانون ساز کسی دوسرے قانون ساز کے اختیار میں مداخلت یا اختیار سے تجاویز تو نہیں کررہا تو اس بات کا فیصلہ عدالت کرے گی۔

اٹھارویں ترمیم کی منظوری اور کنکرنٹ لسٹ کے خاتمے کے بعد اگر پارلیمنٹ مزدوروں کے حقوق اور ان امور پر قانون سازی کرتی ہے جو صوبوں کے لیے مخصوص ہیں تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ پارلیمنٹ صوبوں کے دائرہ اختیار میں مداخلت کررہی ہے۔لیکن اگر پارلیمنٹ کوئی قانون سازی کرتی ہے جس کا مقصد وفاقی لجیسلیٹو فہرست میں درج امور پر قانون سازی کرنا ہے لیکن اس کے ذیلی اثرات اس شعبے پر بھی آتے ہیں جو صوبے کے دائراختیار میں ہے تو یہ دلیل دی جاسکتی ہے کہ ایسی قانون سازی درست ہے۔

اس لیے اگر پارلیمنٹ وفاقی صنعتی تعلقات اور کم از کم محنت کے معیار پر قانون سازی کا فیصلہ کرتی ہے تو اس میں وہ علاقے شامل ہوں گے جو صوبائی حدود میں نہیں آتے جیسے اسلام آباد، اور کم از کم محنت کے معیار کو پاکستان کی بین الاقوامی ذمہ داریوں کے مطابق لاگو کرنا، اس پر دلیل دی جاسکتی ہے کہ یہ وفاقی قانون پارلیمنٹ کی قانون سازی کے دائرہ کار کے اندر ہے۔اگرچہ یہ قوانین صوبائی حدود میں بھی صنعتی تعلقات کو متاثر کریں گے لیکن جب تک ان قوانین کا بڑا مقصد وفاقی لجیسلیٹو فہرست میں درج امور پر قانون سازی کرنا ہے نہ کہ صوبائی اسمبلی کے اختیار کو سلب کرنا، تو یہ قانون درست قرار دیئے جانے کا امکان ہے۔

مزدوروں کے حقوق کے نفاذ کے لیے وفاقی قانون سازی کی ضرورت مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر ہے۔

- ہمیشہ کچھ وفاقی خطے ہوں گے جو چاروں صوبائی اسمبلیوں کی قانون سازی کے دائرہ سے باہر ہیں اور ان علاقوں تک محنت کے حقوق کے نفاذ کے لیے پارلیمنٹ کو قانون سازی کی ضرورت ہوتی ہے۔
- صوبائی اسمبلیوں کے پاس بین الاقوامی معاہدوں اور کنونشن پر قانون سازی کی اہلیت نہیں کیونکہ یہ امور وفاقی لجیسلیٹو فہرست کا حصہ ہیں اور یہ پارلیمنٹ کی ذمہ داری ہے کہ وہ بین الاقوامی ذمہ داریوں، جیسے مزدوروں کے حقوق اور صنعتی تعلقات، کو قانونی شکل دے۔
- کسی حد تک صوبوں کی طرف سے جاری کردہ صنعتی تعلقات کے قوانین اور تنازعات کے حل کے طریقہ کار میں فرق پایا جاتا ہے۔یہ فرق دو یا دو سے زائد صوبوں میں پھیلی لیبر یونینز کے لیے قانونی طور غیر یقینی صورتحال پیدا کرسکتی ہیں۔

محنت کے امور پر وفاقی قانون سازی کی اہلیت پر سوالیہ نشان

محنت کے امور پر وفاقی قانون سازی کی ضرورت اور پارلیمنٹ کو قانون سازی کے اختیار کی بحث سے ہٹ کر، ٹریڈ یونین اور مزدوروں کی فلاح سے متعلق پارلیمنٹ کی قانون سازی کی اہلیت پر پی آئی اے سی ایمپلائرز ائر لیگ بنام فیڈریشن آف پاکستان کیس میں سپریم کورٹ کے فیصلے کی رو سے شکوک پیدا ہوگئے ہیں۔[4] اس کیس میں سپریم کورٹ نے صنعتی تعلقات ایکٹ 2008 کو عارضی قانون سازی قرار دیا جو کہ اس ایکٹ کی شق 87(3) میں دی گئی عارضی مدت کے بعد ختم ہو جائے گا اور اٹھارویں ترمیم میں متعارف کرائے گئے آرٹیکل 270اے اے کی شق 6 کے تحت اس قانون کی عمر میں اضافہ نہیں کیا گیا۔

لیکن عدلیہ نے الگ سے یہ بھی نوٹ کیا کہ "اٹھارویں ترمیم کی رو سے کنکرنٹ لجیسلیٹو فہرست کا خاتمہ ہوگیا ہے اور وفاقی حکومت مزدوروں کی فلاح اور ٹریڈ یونین سے متعلق قانون سازی کا اختیار کھو چکی ہے۔یہ امور صوبوں کو منتقل ہو چکے ہیں"۔[5] تاہم یہ بات قابل غور ہے کہ عدالت نے یہ رائے وفاقی حکومت کی عدلیہ کے سامنے لی گئی پوزیشن کی وجہ سے دی۔اٹارنی جنرل نے عدالت سے کہا "اٹھارویں آئینی ترمیم کے بعد مزدوروں کی فلاح وغیرہ کے امور صوبوں کو منتقل ہو چکے ہیں اور قانون سازی صوبوں کو کرنی ہے اور اس حقیقت کے پیش نظر کہ آئی آر اے 2008 اپنے اندر موجود

4. Constitutional Petition No. 24 of 2011.
5. Ibid. Para 18.

شق 87(3) کی وجہ سے اپنی حیثیت کھو چکا ہے اس لیے این آئی آر سی اب قابل عمل نہیں رہا"۔[6]

اور اس معاملے کو ختم کرتے ہوئے عدالت نے صوبائی لیبر قوانین کی قانونی حیثیت کا معاملہ اس حد تک کھلا چھوڑا کہ ملک بھر میں مزدور یونینز کے رجسٹر کرنے کے حوالے سے صوبائی لیبر قوانین کی اہلیت پر سوال اٹھایا "اس بنیاد پر کہ کئی ادارے/کارپوریشن ایسے ہیں جن کی ملک بھر میں شاخیں ہیں اور پورے میں ٹریڈ یونین ہیں لیکن اب اس قانون سازی سے ٹریڈ یونین کو صرف مخصوص صوبے میں رجسٹر کرایا جاسکتا ہے"۔لیکن "آئین کے آرٹیکل 184(3) کے تحت فوری کارروائی کا آغاز کیا گیا جس کا محدود مقصد اٹھارویں ترمیم کی بنا پر آئی آر اے 2008 کو تحفظ دینے اور 30 جون 2011 تک جاری رکھنا ہے تاہم جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا آئین کے آرٹیکل 144(1) میں ایسے معاملات پر مرکزی قانون سازی کا طریقہ بیان کیا گیا جو وفاقی لیجسلیٹو فہرست میں موجود نہیں"۔[7]

اوپر بیان کی گئے نکتے سے اختلاف کرتے ہوئے یہ بات قابل بحث ہے کہ مزدوروں کی فلاح اور ٹریڈ یونین سے متعلق پارلیمنٹ کی قانون سازی کی اہلیت کے بارے میں عدالت کی رائے حکم نہیں بلکہ محض تبصرہ ہے۔جبکہ اس کی قانونی تشریح کی ضرورت ہے جس میں لیجسلیٹو فہرستوں اور قانون سازی کے اہم مقاصد کی تشریح شامل ہیں۔جیسے کہ وفاقی حکومت نے یہ پوزیشن لی کہ پارلیمنٹ مزدوروں کی فلاح اور ٹریڈ یونین سے متعلق قانون سازی کی اہل نہیں۔عدلیہ کو اس نکتے پر معاونت فراہم نہیں کی گئی کہ مزدوروں کے حقوق برقرار رکھنے کے محدود مقصد کے لیے وفاقی قانون سازی کی ضرورت ہے۔جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا کہ عدلیہ نے مختلف صوبوں میں پھیلی ٹریڈ یونینز کے انتظام کے معاملے کو کھلا چھوڑا ہے اور لیبر قوانین کسی مخصوص صوبے کے لیے الگ نہیں ہو سکتے۔

دستیاب مواقع

جیسا کہ سپریم کورٹ نے پہلے ہی بیان کیا کہ صوبے آئین کے آرٹیکل 144(1) کے تحت ٹریڈ یونین کے انتظام اور مزدوروں کے فلاح سے متعلق قانون سازی کا اختیار پارلیمنٹ کو دے سکتے ہیں۔کچھ دیگر مواقع بھی موجود ہیں۔مزدوروں کے حقوق سے متعلق پارلیمنٹ کی قانون سازی کی اہلیت برقرار رکھنے کے محدود مقاصد درج ذیل ہیں:

- وفاقی علاقوں تک حقوق کی فراہمی
- دو یا دو سے زائد صوبوں پر پھیلی ٹریڈ یونینز اور
- پاکستان کی بین الاقوامی ذمہ داریوں کے پیش نظر کم از کم محنت کا معیار، ان پر سپریم کورٹ سے آرٹیکل 186 کے تحت ہدایت حاصل کرنے کے لیے رجوع کیا جاسکتا ہے۔

اس کے علاوہ، پارلیمنٹ اوپر بیان کیے گئے مقاصد کے لیے قانون جاری کرسکتی ہے اور اگر اس قانون کی حیثیت پر سوال اٹھایا جائے تو عدالت سے رجوع کیا جاسکتا ہے اور اس پر وضاحت دی جاسکتی ہے کہ یہ وفاقی قانون سازی صوبائی قانون سازوں کے اختیار میں مداخلت نہیں بلکہ ملک بھر کے شہریوں کے لیے بنیادی حقوق برقرار رکھنے اور پاکستان کی بین الاقوامی ذمہ داریوں کا نفاذ کو پورا کرنے کے لیے ہے جس کا آئینی اختیار پارلیمنٹ کے پاس ہے اور یہ صوبائی حکومتوں کے اختیار یا ذمہ داری سے بالاتر ہے۔تاہم ان میں سے کوئی بھی طریقہ اختیار کرنے سے قبل وفاقی قانون سازی کی ضرورت کو اجاگر کرنے اور اہم سیاسی جماعتوں کا اس پر موقف واضح کرنے کے لیے ان جماعتوں خاص طور پر حکمران جماعت کو قائل کرنا ضروری ہے ۔

وفاقی قانون سازی

پارلیمنٹ بین الاقوامی محنت کی ذمہ داریوں کے تحت کم از کم معیار مرتب کرنے کے لیے اور وفاقی لیجسلیٹو فہرست کے حصہ اول کے نمبر 3 "معاہدوں پر عملدرآمد" کے لیے وفاقی قانون جاری کرسکتی ہے۔مزید یہ کہ محنت کے ان امور پر قانون سازی

- صنعتیں جو وفاقی امور ہیں۔
- صنعتیں جو وفاقی علاقوں میں قائم ہیں۔
- صنعتیں اور یونین جو دو یا زائد صوبوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ان کو وفاقی لیجسلیٹو فہرست کے حصہ دوئم کے مبر 13 کے تحت لیا جاسکتا ہے۔"بین الصوبائی امور اور تعاون"

6. Ibid. Para 10.
7. Ibid. Para 27.

صوبوں کا قانون سازی کا اختیار پارلیمنٹ کو سونپنا

اگر وفاقی حکومت کا ماننا ہے کہ اٹھارویں ترمیم کی منظوری کے بعد اس کا محنت کے امور پر قانون سازی کوئی اختیار نہیں رہا یا صوبائی خودمختاری اور قانون سازی کے اختیار کی نچلی سطح تک منتقلی کی وجہ سے وفاقی حکومت یہ اختیار لینا نہیں چاہتی۔ اس صورت میں صوبائی حکومتوں کے لیے تجویز کیا جاتا ہے کہ

- عمومی طور پر مزدوروں کے مفاد کے لیے،
- پاکستان کی بین الاقوامی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے،
- پاکستان میں محنت کے مروجہ طریقہ کار کی بنا پر، صوبائی حکومتوں کو مزدوروں کی فلاح کے لیے کم از کم معیار متعین کرنے اور بین الصوبائی ٹریڈ یونین سے متعلق قانون سازی کا اختیار وفاقی حکومت کو سونپ دینا چاہیے۔

صوبائی قوانین میں ترامیم

جبکہ اوپر بیان کیے گئے مزدوروں کے حقوق، بین الاقوامی ذمہ داریوں کو پورا کرنے اور بین الصوبائی ٹریڈ یونینز کے حوالے سے غیر یقینی کے خاتمے کے لیے، وفاقی قانون سازی ضروری ہے۔ ان امور کو صوبائی قوانین میں مناسب ترامیم کے ذریعے بھی حل کیا جا سکتا ہے۔

صوبوں کو ان قوانین میں کم از کم دو بنیادی شقیں شامل کرنے کے لیے قائل کرنے کی کوشش کی جا سکتی ہے۔ ایک یہ کہ کسی اور صوبے میں ہونے والے کسی واقعے کو متاثرہ گروہ کو اس صوبے میں تنازعہ کے حل کا طریقہ کار طے کرانے کا حق حاصل ہو جس صوبے میں وہ یونین رجسٹر ہو یا اس صوبے میں بھی کرا سکے جس میں یہ واقعہ ہوا ہو یعنی وہ دونوں میں سے کسی بھی صوبے میں تنازعہ کے حل کے لیے رجوع کر سکے۔ اور دوسرا یہ کہ صوبائی حکومتوں کو صوبائی قوانین میں کم از کم محنت کے معیار (بہترین بین الاقوامی طریقہ کار اور پاکستان کی بین الاقوامی ذمہ داریاں) کے حوالے اس سے متعلق وفاقی حکومت کی جانب سے جاری کردہ نوٹیفکیشن کے مطابق ترمیم کا اختیار ہو۔

تجاویز

صنعتی تعلقات کو غیر صنعتی روزگار کے تعلقات کی اہمیت کی بنا پر زیادہ تر روزگار کے تعلقات بھی کہا جاتا ہے۔ تجارت میں اب بہت ساری عوامل شامل ہیں اور اس میں دیگر کئی عوامل جیسا کہ ملازمین کی تحریک وغیرہ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اٹھارویں ترمیم کے بعد ملک میں ہونے والی تبدیلی کے عمل کے دوران وفاقی حکومت کو اہم پالیسی سازی کرنی ہے یا تو اپنے آپ کو کم از کم محنت کے معیار اور صنعتی تعلقات میں بین الاقوامی ذمہ داریوں تک محدود رکھے یا ایک ایسا قانون وضع کرے جو محض صنعتی تعلقات کے بجائے روزگار فراہم کرنے والے اور روزگار کی جگہ کے درمیان تعلقات کے وسیع پیرائے کو سمیٹ سکے۔

ہیومن ریسورس منیجمنٹ کا تجارت میں اہم شعبے کے طور پر سامنے آنے کے بعد روزگار کے تعلقات کو محض صنعتی تعلقات تک محدود نہیں رکھا جا سکتا۔ حکومت اس سلسلے میں ابھرنے والے عالمی رجحانات سے سبق سیکھتے ہوئے دوطرفہ جامع قانونی فریم ورک تشکیل دینا چاہیے جس میں ایک تو ہراساں کرنے، برابری کے سلوک، کام کرنے کی جگہ پر تفریق کے امور وغیرہ پر توجہ دی جانی چاہیے۔ اور دوسرے آجر اور اجیر کے تعلقات کی وسیع پیمانے پر تعریف جس کو محض معیشت تک محدود نہ رکھا جائے۔

پارلیمنٹ کے اختیار کی ان تعلقات میں وضاحت کی ضرورت ہے (i) صنعتیں جو وفاقی امور ہیں۔ (ii) صنعتیں جو وفاقی علاقوں میں قائم ہیں۔ (iii) صنعتیں اور یونین جو دو یا زائد صوبوں میں پھیلی ہوئی ہیں۔ "بین الصوبائی امور اور تعاون"۔ اس میں وہ صنعتیں شامل نہیں ہوں گی جو صوبائی دائرہ میں آتی ہیں اور فیصلہ سازی اور تنازعات کے حل کے لیے صوبائی طریقہ کار کے اندر آتی ہیں۔

وفاقی قانون کو اس طرح مرتب کیا جانا چاہیے کہ اس سے اٹھارویں ترمیم کے ذریعے اختیارات کی منتقلی کے عمل پر حرف نہ آئے۔ اس لیے تجویز کیا جاتا ہے کہ وفاقی قانون اس طرح تشکیل دیا جائے:

- کم از کم محنت کے معیار کو اس طرح متعارف اور وضاحت کی جائے جو صوبائی قوانین سے ہم آہنگ ہو۔
- وفاقی علاقوں اور ایسی اداروں یا یونین کے لیے جو دو یا زائد صوبوں میں قائم ہوں کے صنعتی تعلقات یا روزگار/کام کی جگہ کے تعلقات کے لیے لازمی فریم ورک تشکیل دیا جائے اور
- ایسے قوانین کے انتظام اور نفاذ کے لیے آئینی ادارے قائم کرنے ہوں گے (نیشنل انڈسٹریل ریلیشن کمیشن، لیبر کورٹس، رجسٹرار وغیرہ) جس سے ایک سے زیادہ صوبوں میں قائم ٹریڈ یونین ان قوانین کے تحت اپنا اندراج کرا سکیں۔

آخر میں، قانون ساز ادارہ جو بھی چنے، ریاست کو کسی بھی مجوزہ قانون کے لیے تبادلہ خیال اور بامعنی مشاورت کرنی چاہیے تاکہ سٹیک ہولڈرز کی غیر موثر عملدرآمد کی عمومی شکایات کا وقت سے پہلے ہی ازالہ کیا جا سکے اور منظورہ کردہ پالیسیوں کی سب سٹیک ہولڈرز یعنی مزدور، حکومت اور آجر میں احساس ملکیت موجود ہو اور طویل مدت کے لیے ملک میں معاشی ترقی میں اضافہ کیا جا سکے۔

ضمیمہ جات

ضمیمہ الف

بین الاقوامی معاہدوں اور کنونشنز کے تحت محنت سے متعلقہ امور پر قانون سازی کی ریاست پاکستان پر ذمہ داری

پاکستان اور عالمی ادارہ محنت

پاکستان نے عالمی ادارہ محنت میں 1947 میں شمولیت اختیار کی اور تب سے اب تک 34 آئی ایل او کنونشنز کی توثیق کر چکا ہے۔ عالمی ادارہ محنت نے 8 کنونشنز کو دنیا بھر میں مزدوروں کے حقوق کے بنیادی کنونشن قرار دیا (یہ کور کنونشن کہلاتے ہیں) یہ عالمی ادارہ محنت کے چار مزدوروں کے سب سے بنیادی حقوق پر مبنی ہیں۔ جو کہ (i) بنیادی مزدوروں کے حقوق جس میں تنظیم سازی اور مشترکہ مول بھاؤ کا حق شامل ہے۔[8] (ii) کام میں برابری کا حق۔[9] (iii) بچوں سے مشقت کا خاتمہ۔[10] اور (iv) جبری مشقت کا خاتمہ۔[11] ان سب کی پاکستان نے توثیق کی ہے۔

مشترکہ مول بھاؤ کے لیے سازگار ماحول اور تنازعات کے موافق حل کے لیے قانونی اور سیاسی نظام کو سب سے پہلے ٹریڈ یونینز کو برداشت کرنا ہوگا اور انہیں ایسوسی ایشن بنانے اور منظّم ہونے کا حق دینا ہوگا جو انہیں کنونشن 87، کنونشن 98 اور مشترکہ مول بھاؤ کنونشن 1981 (نمبر 154)۔

آئی ایل او کنونشن 98 کی شق (1) بیان کرتا ہے کہ "مزدو کو اپنے آجر کی جانب سے یونین سازی کے خلاف اقدامات پر مکمل تحفظ حاصل ہوگا" پیرا 2 میں اس تحفظ کی وضاحت کی گئی ہے "یہ تحفظ خاص طور پر ان امور پر حاصل ہوگا، (الف) کسی کے روزگار کو اس شرط سے منسلک کرنا کہ وہ کسی یونین میں شامل نہیں ہوگا یا یونین کی ممبر شپ چھوڑ دے، (ب) کسی مزدور کو یونین کی رکنیت کی بنا پر یا کام کے اوقات کے بعد یا آجر کی مرضی سے کام کے اوقات کے اندر یونین کی سرگرمیوں میں شمولیت پر نوکری سے ہٹانا یا اس سے تفریق کرنا"۔ مزدوروں کا یہ تحفظ یونین سازی کی آزادی کا اہم پہلو ہے اس لیے یونین سازی کے خلاف اقدامات کنونشن 87 میں دی گئی ضمانت کی نفی کرتا ہے۔

قانون کے مطابق اس تحفظ کا موثر پن نہ صرف متعلقہ شقوں پر منحصر ہے بلکہ جس طرح سے ان پر عملدرآمد کیا جاتا ہے خاص طور پر ان پر عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لیے بنائے گئے اقدامات کے موثر پن اور تیزی پر منحصر ہے۔ اس تناظر میں اس کے مکمل معنی کنونشن 98 کی شق 3 میں بیان کیے گئے ہیں جس کے مطابق "قومی صورتحال کے مطابق جہاں ضروری ہو طریقہ کار وضع کیا جائے تا کہ منظّم ہونے کے حق کو یقینی بنایا جاسکے"۔

کنونشن 98 کی شق 2.1 مزید بیان کرتا ہے کہ "آجر اور اجیر کی تنظیموں کو مکمل تحفظ حاصل ہوگا ایک دوسرے کے کام میں ایک دوسرے کی جانب سے، ایک دوسرے کے ایجنٹس یا ممبران کی جانب سے، تنظیموں کے قیام، کام اور انتظام میں کسی قسم کی مداخلت سے تحفظ حاصل ہے"۔

کنونشن 98 کی شق 4 کے مطابق "قومی صورتحال کے مطابق جہاں ضروری ہوں مناسب اقدامات لیے جائیں گے اور ایسا طریقہ کار وضع کیا اور استعمال میں لایا جائے جس سے آجر تنظیموں اور مزدوروں کی تنظیموں کے درمیان رضاکارانہ مذاکرات کی حوصلہ افزائی ہو سکے تا کہ متفقہ معاہدوں سے روزگار کے حالات اور ضابطہ کار وضع کیا جاسکے"۔ اس شق کے اس لیے دو حصے ہیں: سرکاری اہلکاروں کی طرف سے مشترکہ مول بھاؤ کے فروغ کے لیے اقدامات اور مول بھاؤ کی رضاکارانہ حیثیت، اس کے بدلے میں دونوں جماعتیں ایک دوسرے کو احترام اور سرکاری اہلکاروں کا احترام دیں گی۔

8. ILO Convention No. 87 - Freedom of Association and Protection of the Right to Organize, 1948; ILO Convention No. 98 - Right to Organize and Collective Bargaining, 1949
9. ILO Convention No. 111 - Discrimination (Employment and Occupation), 1958; ILO Convention No. 100 - Equal Remuneration, 1951
10. ILO Convention No. 138 - Minimum Age Convention, 1973; ILO Convention No. 182 - Worst Forms of Child Labor, 1999
11. ILO Convention No. 29 - Forced Labor, 1930; ILO Convention No. 105 - Abolition of Forced Labor, 1957

اس لیے پاکستان پر یہ ذمہ داری ہے کہ وہ ان کنونشنز کو قانونی حیثیت دے۔ جب کوئی ممبر ملک کسی کنونشن کی توثیق کرتا ہے یہ راضی ہوتا ہے(i) کنونشن پر مکمل طور پر عملدرآمد اور اپنے قومی قوانین کا توثیق کردہ کنونشن کے مطابق جائزہ اور(ii) آئی ایل او کو مناسب وقفوں کے بعد رپورٹ بھجوانا۔

آئی ایل او کا عالمی روزگار کا معاہدہ

معاہدہ کا آرٹیکل 14 بیان کرتا ہے "عالمی محنت کے معیار کام پر حقوق کی بنیاد فراہم کرتا اور سماجی مذاکرات کی ثقافت کو فروغ دیتا ہے خاص طور پر مشکل وقت میں فائدہ مند ہوتا ہے۔ محنت کے لیے حالات میں خراب ہونے سے بچانے اور بہتری کے لیے، یہ ادراک کرنا بہت اہم ہے کہ کام کی جگہ پر بنیادی اصولوں اور حقوق کا احترام کیا جائے کیونکہ انسانی عزت بہت اہمیت کی حامل ہے"۔ آخر میں آئی ایل او ممبر ریاستوں کو پابند کرتا ہے (دیگر مقاصد کے ساتھ)" ایسوسی ایشن کے قیام کی آزادی کا احترام، تنظیم کا حق اور مشترکہ مول بھاؤ کے حق کو موثر طور پر تسلیم کرنا جس سے دونوں رسمی اور غیر رسمی دشمنوں کے سماجی تناؤ کے بڑھنے کے وقت بامعنی سماجی مذاکرات کا طریقہ کار وضع ہو۔

معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق پر بین الاقوامی کنونشن(ICESCR)

آئی سی ای ایس سی آر ایک ہمہ جہتی معاہدہ ہے جسے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 16 دسمبر 1966 کو منظور کیا اور یہ 3 جنوری 1976 سے نافذ ہے۔ اس کنونشن پر دستخط کرتے وقت پاکستان نے افراد کو معاشی، سماجی اور ثقافتی حقوق کی فراہمی کے لیے کام کرنے کا عزم ظاہر کیا جس میں مزدوروں کے حقوق، صحت و تعلیم کے حقوق اور مناسب معیار زندگی کی فراہمی شامل تھے۔

کنونشن کا آرٹیکل 6 کام کے حق کو تسلیم کرتا ہے اور بیان کرتا ہے کہ ہر کسی کو زندگی گزارنے کے لیے کام کا انتخاب کرنے کی آزادی حاصل ہے۔ سب کو اس حق کے تحفظ کے لیے مناسب اقدامات کرنے ہوں گے اس میں تیکنیکی اور ووکیشنل تربیت اور ہموار معاشی ترقی اور روزگار کی فراہمی کے لیے معاشی پالیسیاں مرتب کرنا شامل ہیں۔ انہیں کام کرنے کی جگہ پر تفریق کو روکنے اور نظر انداز افراد کو مواقع کی رسائی یقینی بنانا ہوگی۔

آرٹیکل 6 میں بیان کیا گیا کام مناسب کام ہونا چاہیے۔ آرٹیکل 7 سب کے لیے صحیح اور مناسب کام کرنے کی صورتحال کے حق کو تسلیم کرتا ہے۔ یہ اس طرح بیان کی گئی ہیں، برابر کام کے لیے برابر ادائیگی مناسب تنخواہ کے ساتھ، مزدوروں اور ان کے بیوی بچوں کے لیے مناسب زندگی گزارنے کے مواقع، کام کی جگہ کا تحفظ، کام کی جگہ پر برابر کے مواقع اور مناسب آرام جس میں کام کے محدود گھنٹے اور باقاعدگی سے اور تنخواہ کے ساتھ چھٹیاں شامل ہیں۔

آرٹیکل 8 مزدوروں کے ٹریڈ یونین بنانے یا شامل ہونے اور ہڑتال کے حق کو تسلیم کرتا ہے۔ یہ ان حقوق کی مسلح افواج، پولیس اور حکومتی انتظامیہ پر استعمال کی پابندی کی اجازت دیتا ہے۔

پلڈاٹ
پاکستان انسٹیٹیوٹ آف
لیجسلیٹو ڈویلپمنٹ
اینڈ ٹرانسپیرینسی

ہیڈآفس: نمبر 7، 9th ایونیو، F-8/1 اسلام آباد، پاکستان

لاہورآفس: 45-اے سیکٹر 20 سیکنڈ فلور فیز III کمرشل ایریا، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی، لاہور

ٹیلیفون: 345-123-111 (51-92+) فیکس: 3078-226 (51-92+)

E-mail: info@pildt.org; Web: www.pildat.org